كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ

یوں (ہرگز) نہیں! یہ (قرآن) تو سمجھوتی (نصیحت) ہے۔ پھر جو کوئی چاہے اس کو پڑھے،

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

عَبَسَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شان نزول حضرت ابن ام مکتومؓ کی فضیلت:

بہت سے مفسرین سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ ایک مرتبہ قریش کے سرداروں کو اسلامی تعلیم سمجھا رہے تھے اور مشغولیت کے ساتھ انکی طرف متوجہ تھے دل میں خیال تھا کہ کیا عجب اللہ تعالیٰ انھیں اسلام نصیب کردے۔ ناگہاں حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ آپ کے پاس آئے۔

پرانے مسلمان تھے۔ عموماً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور دین اسلام کی تعلیم سیکھتے رہتے تھے اور مسائل دریافت کرتے رہتے تھے۔ آج بھی حسب عادت آتے ہی سوالات شروع کئے اور آگے بڑھ بڑھ کر حضورؐ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

آپؐ چونکہ اسوقت ایک اہم امر دینی میں پوری طرح مشغول تھے انکی طرف توجہ نہ فرمائی بلکہ ذرا گراں خاطر گزرا اور پیشانی مبارک پر بل پڑھ گئے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

عَبَسَ وَتَوَلَّى (١)

اس نے ترش رو ہوکر منہ موڑ لیا

أَن جَاءهُ الْأَعْمَى (٢)

صرف اس لئے کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى (٣)

تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَى (٤)

یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔

کہ آپؐ کی بلندشان اور اعلیٰ اخلاق کے لائق یہ بات نہ تھی کہ اس نابینا سے جو ہمارے خوف سے ڈرتا بھاگتا آپکی خدمت میں علم دین سیکھنے کے لئے آئے اور آپؐ اس سے منہ پھیرلیں اور انکی طرف متوجہ ہیں جو سرکش ہیں اور مغرور اور متکبر ہیں سے بہت ممکن ہے کہ یہی پاک ہوجائے اور اللہ کی باتیں سن کر برائیوں سے بچ جائے اور احکام کی تعمیل کے لئے تیار ہوجائے۔

أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى (٥)

جو بے پروائی کرتا ہے

فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّى (٦)

اسکی طرف تو پوری توجہ کرتا ہے۔

وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى (٧)

حالانکہ اسکے نہ سنورنے سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔

وَأَمَّا مَن جَاءكَ يَسْعَى (٨)

اور جو شخص تیرے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔

وَهُوَ يَخْشَى (٩)

اور وہ ڈر بھی رہا ہے۔

فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّى (١٠)

تو اس سے تو بے رخی برتتا ہے۔

یہ کیا کہ آپؐ ان بے پرواہ لوگوں کی جانب تمام تر توجہ فرمالیں؟
آپؐ پر کوئی انکار اور راست پر لا کھڑا کرنا ضروری تھوڑا ہے؟ وہ اگر آپؐ کی باتیں نہ مانیں تو آپؐ پر انکے اعمال کی پکڑ ہرگز نہیں ہے۔
مطلب یہ ہے کہ تبلیغ دین میں شریف وضعیف فقیر وغنی آزاد وغلام مرد وعورت چھوٹے بڑے سب برابر ہیں۔آپؐ سب کو یکساں نصیحت کیا کریں ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔وہ اگر کسی کو راہ راست دور رکھے تو اسکی حکمت وہی جانتا ہے۔
جسے اپنی راہ پر لگا لے اسے بھی وہی خوب جانتا ہے۔

حضرت ابن ام مکتومؓ کے آنے کے وقت حضورؐ کا مخاطب ابی بن خلف تھا۔اس کے بعد حضورؐ ابن ام مکتومؓ کی بڑی تکریم اور آؤ بھگت کیا کرتے تھے۔مسند ابو یعلی

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (١١)

یہ ٹھیک نہیں قرآن تو نصیحت کی چیز ہے۔

انها تذكرة یعنی یہ نصیحت ہے اس سے مراد یا تو یہ سورت ہے یا یہ مساوات کہ تبلیغ دین میں سب یکساں ہیں مراد ہے۔

فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ (١٢)

جو چاہے اسے یاد کرلے۔

سدیؒ کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے جو شخص چاہے اسے یاد کرلے۔یعنی اللہ کو یاد کرے اور اپنے تمام کاموں میں اسکے فرمان کو مقدم رکھے۔یا یہ مطلب ہے کہ وحی الٰہی کو یاد کرلے۔

فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (١٣)

یہ تو پر عظمت صحیفوں میں ہے۔

مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ (١٤)

جو بلند و بالا اور پاک صاف ہیں۔

بِأَيْدِي سَفَرَةٍ (١٥)

جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے

كِرَامٍ بَرَرَةٍ (١٦)

جو بزرگ اور پاک باز ہیں۔

یہ سورت اور یہ وعظ ونصیحت بلکہ سارے کا سارا قرآن موقر معزز اور معتبر صحیفوں میں ہے۔ جو بلند قدر اور اعلیٰ مرتبہ والے ہیں۔ جو میل کچیل سے اور کمی زیادتی سے محفوظ اور پاک صاف ہیں۔ جو فرشتوں کے پاک ہاتھوں میں ہیں۔

اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اصحاب رسولؐ کے پاکیزہ ہاتھوں میں ہیں۔

حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ اس سے مراد قاری ہیں۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ

جو قرآن پڑھے اور اسکی مہارت حاصل کرے وہ بزرگ لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو باوجود مشقت کے بھی پڑھے اسے دوہرا اجر ملے گا۔

مرنے کے بعد جی اٹھنے کے عقلی دلائل:

جو لوگ مرنے کے بعد جی اٹھنے کے انکاری تھے انکی یہاں مذمت بیان ہو رہی ہے۔

قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ (١٧)

اللہ کی مار انسان بھی کیسا ناشکرا ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی انسان پر لعنت ہو یہ کتنا بڑا ناشکرگزار ہے اور یہ بھی معنی کیے گئے ہیں کہ عموماً کل انسان جھٹلانے والے ہیں بلا دلیل محض اپنے خیال سے ایک چیز کو ناممکن جان کر باوجود علمی سرمایہ کی کمی کے جھٹ سے اللہ کی باتوں کی تکذیب کر دیتا ہے

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے اس جھٹلانے پر کونسی چیز آمادہ کرتی ہے؟

مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ (١٨)

اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا؟

اسکے بعد اسکی اہمیت جتلائی جاتی ہے کہ وہ خیال کرے کہ کس قدر حقیر اور ذلیل چیز سے اللہ نے اسے بنایا ہے کیا وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟

مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ (١٩)

ایک نطفے سے پیدا کیا ہے پھر اسکی تقدیر مقرر کی

اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر اسکی تقدیر مقدر کی یعنی عمر درازی عمل اور نیک و بد ہونا۔

ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ (٢٠)

پھر اسکے لئے راستہ آسان کر دیا

پھر اسکے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ آسان کردی۔

اور یہ بھی معنی ہیں کہ ہم نے اپنے دین کا راستہ آسان کر دیا یعنی واضح اور ظاہر کر دیا جیسے اور جگہ فرمایا:

إِنَّا هَدَيْنَـهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً (76:3)

ہم نے اسے راہ دکھائی پھر یا تو وہ شکرگزار بنے یا ناشکرا۔

ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ (٢١)

پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔

اسکی پیدائش کے بعد پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں لے گیا۔

عرب کا محاورہ ہے کہ وہ جب کسی کو دفن کریں تو کہتے ہیں قبرت الرجل اور کہتے ہیں کہ اقبرہ اللہ۔ اسی طرح کے اور بھی محاورے ہیں۔

ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ (٢٢)

پھر جب چاہے گا اسے زندہ کر دے گا۔

مطلب یہ کہ اب اللہ نے اسے قبر والا بنا دیا پھر جب اللہ چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا اسی زندگی کو بعث بھی کہتے ہیں اور نشور بھی جیسے قرآن میں اور جگہ فرمایا:

وَمِنْ ءَايَـتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنتُمْ بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ (30:20)

اسکی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان بن کر اٹھ بیٹھے۔

اور جگہ فرمایا:

وَانظُرْ إِلَى العِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا (2:259)

ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح انہیں اٹھاتے بٹھاتے ہیں پھر کس طرح انہیں گوشت چڑھاتے ہیں۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

انسان کے تمام اعضاء وغیرہ کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کو۔

لوگوں نے کہا وہ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا کہ ایک رائی کے دانے کے برابر ہے اسی سے پھر تمہاری پیدائش ہوگی۔

یہ حدیث بغیر سوال وجواب کی زیادتی کے بخاری ومسلم میں بھی ہے:

كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَبْلَى إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، مِنْهُ خُلِقَ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ

ابن آدم گل سڑ جاتا ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کہ اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے پھر ترکیب دیا جائے گا۔

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ (٢٣)

ہرگز نہیں اس نے اب تک اللہ کے حکم کی بجا آوری نہیں کی

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح یہ ناشکرا اور بےقدر انسان کہتا ہے کہ اس نے اپنی جان ومال میں اللہ کا جو حق تھا وہ ادا کر دیا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ابھی تو اس نے فرائض الٰہی سے بھی سبکدوشی حاصل نہیں کی۔

حضرت مجاہدؒ کا فرمان ہے کہ کسی شخص سے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی پوری ادائیگی نہیں ہو سکتی۔

حسن بصریؒ سے بھی ایسے ہی معنی مروی ہیں۔

متقدمین میں سے میں نے تو اس کے سوا کوئی اور کلام نہیں پایا۔ ہاں مجھے اسکے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ فرمان باری کا یہ مطلب ہے کہ پھر جب چاہے دوبارہ پیدا کریگا۔ اب تک اسکے فیصلے کے مطابق وقت نہیں آیا۔ یعنی ابھی بھی وہ ایسا نہیں کرے گا' یہاں تک کہ مدت مقررہ ختم ہو اور بنی آدم کی تقدیر پوری ہو۔

انکی قسمت میں اس دنیا میں آنا اور یہاں بھلا برا کرنا وغیرہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے اندازے کے مطابق پورا ہو چکے اس وقت وہ خلاق کل دوبارہ زندہ کر دے گا۔ اور جیسے کہ پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' اب دوسری دفعہ پیدا کر دے گا۔

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَى طَعَامِهِ (٢٤)

انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھ لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس احسان کو دیکھیں کہ میں نے انہیں کھانا دیا۔

اس میں بھی دلیل ہے موت کے بعد جی اٹھنے کی کہ جس طرح خشک غیر آباد زمین سے ہم نے تروتازہ درخت اگائے اور ان سے اناج وغیرہ پیدا کر کے تمہارے لیے کھانا مہیا کیا اسی طرح گلی سڑی کھوکھلی اور چورا ہوگئی ہوئی ہڈیوں کو بھی ہم ایک روز زندہ کر دیں گے اور انہیں گوشت پوشت پہنا کر دوبارہ تمہیں زندہ کر دیں گے۔

أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاء صَبًّا (٢٥)

کہ ہم نے بارش برسائی۔

ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا (٢٦)

پھر زمین کو شق کیا (یعنی چاڑا)۔

فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا (٢٧)

پھر اس میں سے اناج اگائے۔

تم دیکھ لو کہ ہم نے آسمان سے برابر پانی برسایا پھر اسے ہم نے زمین میں پہنچا کر ٹھہرا دیا وہ بیج میں پہنچا اور زمین میں پڑے ہوئے دانوں میں سرایت کی جس سے وہ دانے اگے درخت پھوٹا اونچا ہوا اور کھیتیاں لہلہانے لگیں۔ کہیں اناج پیدا ہوا' کہیں انگور اور کہیں ترکاریاں۔

حب کہتے ہیں ہر دانے کو۔

وَعِنَبًا وَقَضْبًا (٢٨)

اور انگور اور ترکاری

عنب کہتے ہیں انگور کو

اور قضب اس سبز چارے کو کہتے ہیں جسے جانور کھاتے ہیں۔

وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا (٢٩)

اور زیتون اور کھجور

اور زیتون کو پیدا کیا جو روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے' جلایا جاتا ہے' تیل نکالا جاتا ہے۔

وَحَدَائِقَ غُلْبًا (٣٠)

اور گنجان باغات۔

اور کھجوروں کے درخت پیدا کئے جو گدرائی ہوئی بھی کھائی جاتی ہیں' تر بھی اور خشک بھی کھائی جاتی ہیں اور پکی بھی اور اسکا شیرہ بھی بنایا جاتا ہے اور سرکہ بھی۔

اور باغات پیدا کئے۔

غلبا کے معنی کھجوروں کے بڑے بڑے میوہ درخت بھی ہیں۔

حدائق کہتے ہیں ہر اس باغ کو جو گھنا اور خوب بھرا ہوا اور گہرے سائے والا اور بڑے درختوں والا ہو۔

موٹی گردن والے آدمی کو بھی عرب اغلب کہتے ہیں۔

وَفَاكِهَةً وَأَبًّا (٣١)

اور میوہ اور گھاس چارہ (بھی اگایا)

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (٣٢)

تمہارے استعمال اور فائدہ کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے (فائدے واستعمال کے) لئے۔

اور میوے پیدا کئے

اوراَبٌ (گھاس) کہتے ہیں زمین کی اس سبزی کو جسے جانور کھاتے ہیں اور انسان اسے نہیں کھاتے جیسے گھاس پات وغیرہ۔

اب جانوروں کے لیے ایسا ہی ہے جیسے انسان کے لیے۔

فاکِھہ یعنی پھل میوہ ہے۔

حضرت عطاءؒ کا قول ہے کہ زمین پر جو اگتا ہے اسے اَبٌ کہتے ہیں۔

ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ سوائے میووں کے باقی سب اَبٌ ہیں۔

ابوالسائب فرماتے ہیں اَبٌ آدمی کے کھانے میں بھی آتا ہے اور جانور کے کھانے میں بھی۔

قیامت کان بہرے کر دینے والی:

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ (٣٣)

پس جب کہ کان بہرے کر دینے والی قیامت آجائے گی

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صاخۃ قیامت کا نام ہے۔ اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اسکے نفخہ کی آواز اور اسکا شور وغل کانوں کے پردے پھاڑ دے گا۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (٣٤)

اس دن آدمی اپنے بھائی سے

وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ (٣٥)

اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے

وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (٣٦)

اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (٣٧)

ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک ایسا مشغلہ ہوگا جو اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہوگا۔

اس دن انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیکھے گا لیکن بھاگتا پھرے گا کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

میاں بیوی کو دیکھ کر کہے گا کہ بتلا تیرے ساتھ میں نے دنیا میں کیسا سلوک کیا وہ کہے گی بے شک آپ نے میرے ساتھ بہت ہی خوش سلوکی کی بہت پیار محبت سے رکھا۔ یہ کہے گا کہ آج مجھے ضرورت ہے صرف ایک نیکی دے دو تا کہ اس آفت سے چھوٹ جاؤں۔ تو وہ جواب دے گی کہ آپ کا سوال تھوڑی سی چیز کا ہی ہے مگر کیا کروں یہی ضرورت مجھے درپیش ہے اور اسی کا خوف مجھے لگ رہا ہے میں تو نیکی نہیں دے سکتی۔

بیٹا باپ سے ملے گا یہی کہے گا اور یہی جواب پائے گا۔

شفاعت:

صحیح حدیث میں شفاعت کا بیان فرماتے ہوئے حضورؐ کا ارشاد ہے:

اولوالعزم پیغمبروں سے لوگ شفاعت کی طلب کریں گے اور ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ نفسا نفسی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میں اللہ تعالیٰ سے سوائے اپنی جان کے اور کسی کے لیے کچھ بھی نہ کہوں گا۔ میں تو آج اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے لئے بھی کچھ نہ کہوں گا جن کے بطن سے میں پیدا ہوا ہوں۔

الغرض دوست دوست سے رشتہ دار رشتہ دار سے منہ چھپاتا پھرے گا۔ ہر ایک آپا دھاپی میں لگا ہوگا۔ کسی کو دوسرے کا ہوش بھی نہ ہوگا۔

رسول اللہ فرماتے ہیں:

تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا

تم ننگے پیروں ننگے بدن اور بے ختنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع کئے جاؤ گے۔

آپؐ کی بیوی صاحبہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہؐ! پھر تو ایک دوسرے کی شرم گاہوں پر نظریں پڑیں گی۔ فرمایا:

لِكُلِّ امْرِىءٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيه

اس روز کی گھبراہٹ وہاں کا حیرت انگیز ہنگامہ ہر شخص کو مشغول کیے ہوگا بھلا کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا موقعہ اس دن کہاں؟

ابن ابی حاتم

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ (٣٨)

اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے

مسفرة کا مطلب ہے روشن چمکدار۔

ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ (۳۹)

جو ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے۔

مطلب خوش باش اس دلی خوشی سے جسکا احساس انکے چہروں سے ظاہر ہو رہا ہوگا' یہی جنتی لوگ ہیں۔

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (٤٠)

اور بہت سے چہرے ان دن غبار آلود ہوں گے

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (٤١)

جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی

ابن عباسؓ کے ترھقھا قترۃ کا مطلب ہے کہ اندھیری ان (انکے چہروں) کو چھپا لے گی۔

أُوْلَئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (٤٢)

وہ یہی کافر بدکردار لوگ ہوں گے۔

مطلب وہ دل سے منکر ہیں اور اپنے اعمال میں برے کردار کے حامل۔ اور جگہ فرمایا:

وَلاَ يَلِدُواْ إِلاَّ فَاجِراً كَفَّاراً (71:27)

اور نہیں پیدا ہوں گے انکی نسل سے مگر بدکار اور سخت کافر۔

****

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com